34958- سٹیلائٹ کے ذریعہ دعوتی کام کرنے کا حکم

سوال

سٹیلائٹ کے ذریعہ دعوتی کام کرنے کا حکم کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

خیر وبھلائی اور نیکی کی دعوت دینا دین اسلام کا ایک اہم کام ہے جس پر اسلام بہت زیادہ زور دیتا ہے ، اس لیے کہ یہ ایسا وسیلہ ہے جو اسلام کے پھیلنے اور نشر ہونے اورعدل کے ثابت ہونے میں اساس کی حیثیت رکھتا ہے ۔

چاہے یہ کام امر بالمروف سے ہو یا پھر نہی عن المنکر کے ساتھ ، یا پھر اس میں قدوہ حسنہ استعمال کیا جائے اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا ہے :

{تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے منع کرے ، اور یہی لوگ فلاح وکامیابی حاصل کرنے والے ہیں} آل عمران (104) ۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے :

اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ امت میں اس کام کے لیے ایک گروہ لازمی ہونا چاہیے اگرچہ یہ کام ہر ایک فرد پر بھی واجب ہے لیکن اس پر وجوب افراد کے حسب حال ہی ہوگا ۔

جیسا کہ صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا :

(تم میں سے جو بھی کسی برائی کو دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو وہ اسے اپنی زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر اسے دل سے ہی برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین حصہ ہے) صحیح مسلم ۔ اھـ ۔

اور دعوت الی اللہ کا کام بہت ہی افضل ہے جس کے برابر کوئی نہیں اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقینا مسلمانوں میں سے ہوں} فصلت (33) ،

اور یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ انسان کوئی بھی کام کرنا چاہے تو اس کے مقصد و مطلب کو حاصل کرنے کے لیے کوئی وسیلہ یا اسلوب ہونا ضروری ہے ۔

اور وسائل کے احکام اس کے مقاصد کے تابع ہیں ، لھذا حرام چیز کا وسیلہ بھی حرام ہوگا اور واجب کا وسیلہ بھی واجب ہے اور اسی طرح باقی احکام میں ۔ دیکھیں الفروق للقرافی ص (144) ۔

اور اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ مشروع چیز کے لیے وسیلہ بھی مشروع ہو، اور دعوت الی اللہ تو وسائل کی محتاج ہے تا کہ اسے مکلفین تک پہنچایا جاسکے اور ان وسائل میں سے قدوہ حسنہ اور صالحہ اور وعظ و نصیحت اور جدال بحث و مباحثہ یا پھر کوئی مضمون یا کتاب لکھنے میں اچھی بات ہے ، یا اس کے باوہ میں جو بھی ہو وہ اچھے اور احسن انداز میں پیش کرنا چاہیے ۔

(اھداف دعوت کو حاصل کرنے کے لیے ہر وہ وسیلہ جو اس میں مدو معاون ہو حاصل کیا جاسکتا ہے جب تک وہ حرام نہ ہو) دیکھیں الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ (332/20) ۔

موجودہ نئے دور میں بہت سے وسائل اعلام ذرائع ابلاغ ظاہر ہو چکے ہیں جن میں میگزین واخبارات اور ریڈیو ٹی وی اور ٹیلی فون ، فیکس ، ٹیلکس ، ٹیلیگرام ، اور اب اس نئے دور میں تو انٹر نیٹ وغیرہ اب تو دنیا کے کسی بھی کونے میں بات چیت کی جاسکتی ہے اور حالات کی خبر لی جاسکتی ہے ۔

اور اس مادی ترقی کے دور میں ان وسائل کے حصول کی دوڑ لگی ہوئی ہے تاکہ ملکوں اور معاشروں پر غلبہ حاصل کیا جاسکے اور اپنی فکری اور مادی ترقی کو دوسروں پر ٹھونسا جاسکے ۔

اور عالم اسلامی کو اس حالت میں غفلت اور ناپسندیدگی نے آ لیا ہے جس کی بنا پر مسلمان میں کئی ایک راستے بن چکے ہیں کچھ کو تو اس ترقی کے پیچھے بھاگنے کی بنا پر فخر و غرور نے آ لیا ہے اور ان کا سانس پھولا ہوا ہے ۔

اور کچھ ایسے مسلمان بھی ہیں جو اس سے تجاھل برتتے ہیں اور اسے قبول نہیں کرتے بلکہ اس کے ترک کرنے میں ہی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہی مناسب موقف ہے ۔

اور کچھ ایسے بھی ہیں جو ایک غور و فکر تامل و بیداری کا موقف رکھتے ہیں اور انہیں ڈرتے ہوئے استعمال کرتے ہیں – میرے بھائی – آپ علم رکھتے ہوں گے کہ پہلا اور دوسرا موقف صحیح

اور موافق نہیں ۔

اور صحیح اور سلیم موقف تیسرا ہی ہے ۔

اور جس طرح شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ :

مغربی ترقی وتمدن میں کے بارہ میں موقف چار قسموں میں منحصر ہے جس کی پانچویں قسم ہے ہی نہیں :

پہلی : اس ترقی وتمدن کو بالکل ترک کرنا چاہے وہ نفع مند ہو یا نقصان دینے والی ۔

دوسری : مکمل طور پر اسے حاصل کرنا چاہے وہ نقصان دہ ہو یا فائدہ مند

تیسری : نقصان دہ کو لینا اور نفع مند کو چھوڑ دینا ۔

چھوتی : اس میں سے نفع مند کو لینا اور نقصان دہ کو ترک کر دینا ۔

تو ہم بلاشک وشبہ پہلی تین کو باطل اور غلط پاتے ہیں ، اوران میں سے صرف ایک ہی بلاشک وشبہ صحیح ہے جو کہ سب سے آخر چوتھے نمبر پر آتی ہے ۔ اضواء البیان (4/ 382) ۔

اوراس تمھید کے بعد اوراس کی روشنی میں ہم وسائل اعلام اور ذرائع ابلاغ کے بارہ میں گفتگو آگے بڑھاتے ہیں چاہے وہ عربی ہوں یا غیر عربی میں ۔

چاہے ان کا تعلق اختیاری طباعت سے ہو یا پھر دعوتی اوراعلانی ہوں یا ان کا تعلق کھیلوں کی دنیا سے یا فنی ہوں ۔ ۔ ۔ الخ یا ان تعلق عموم لحاظ سے کسی چیز سے بھی ہو اوران میں عدم خصوصیت ہو ۔

تو غیور علماء کرام اور طلباء اور مھذب اور عام لوگوں کے ہاں جو سوال بہت زیادہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ شرعی طور پر ان وسائل (ذرائع ابلاغ) کے ساتھ ایجابی لحاظ سے کس حد تک فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے ؟

وہ اس طرح کہ ان میں فتاوی جات اور بات چیت اور اپنی رائے کا اظہار کیا جائے تو کیا یہ مشروع ہے یا کہ نہیں ؟ اوراس کی دلیل کیا ہے ؟

قبل اس کے ہم کچھ آراء کا ذکر کریں ایک بہت ہی اہم معاملہ پر تنبیہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم ریڈیو اور ٹی وی کے بارہ میں اس قدیم اختلاف کو ایک طرف رکھتے ہوئے اس سے آگے گزرتے ہیں اور اس کے بارہ میں وہ رائے جو انہیں ناجائز قرار دیتی ہو بالکل مناقشہ نہیں کریں گے جو کہ اسے باطل لھو لعب شمار کرتی ہے یا پھر ٹی میں تصویر کے پائے جانے سے بھی صحیح نہیں ۔

میں کہتا ہوں کہ ہم اس سے آگے اس رائے تک جاتے ہیں جس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ تو عادی وسائل ہیں جن سے اس وقت تک استفادہ کرنا صحیح ہے جب تک اس میں کوئی ممنوع اور محذور چیز نہ ہو ۔

عربی اور غیر عربی فضائی چینلوں میں مشارکت کا حکم :

ظاہر ہے کہ اس مسئلہ میں دو رائے سے زیادہ نہیں ہو سکتیں ۔

پہلی : اس میں شرکت کرنی جائز نہیں ۔

دوسری : ان میں شرکت کرنی جائز ہے ۔

اور اگرچہ بعض اہل علم کی رائے میں کچھ تفصیلات کا بھی ذکر ہونا چاہیئے جن کا ہم ذکر بھی کریں گے ۔

میں کوشش کروں گا کہ جتنا بھی ممکن ہو سکے ان آراء کو بادلائل ذکر کروں اور پھر ان کا مناقشہ بھی کروں ۔

سب سے پہلے تو ہم عدم مشارکت کا قول لیتے ہیں کہ ان میں شرکت کرنی صحیح نہیں ۔

ان کے سب سے اہم اور واضح دلائل یہ معلوم ہوتے ہیں :

1–اس لیے کہ ان وسائل کی بنیاد باطل پر رکھی گئی ہے اس لیے کہ اصلا ان وسائل اعلام اور ذرائع ابلاغ کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ اور علم و فضل کو پھیلانا نہیں ہے
بلکہ ان کی اساس تو غیر صحیح قسم کے اھداف پر رکھی گئی ہے چاہے ان کی اھداف کی کتنی بھی قسمیں ہوں وہ سب ایک ہی حوض میں گرتے ہیں جو کہ (لھو باطل) ہے ۔

اور لگتا ہے کہ یہ چینل اور وسائل اس سے متفق ہیں کہ عورت اپنے سب فتنوں اور زیب زینت اور کلام کے ساتھ مشاھدہ کرنے اور سننے والوں کو اپنی طرف کھینچنے کا ایک اقرب

ترین وسیلہ ہے ۔

جس طرح کہ مشرقی اور مغربی موسیقی اور گانے جاذبیت کا ایک دوسرا وسیلہ ہے ۔

آپ کو ان اعلامی مواد کے گندے مضامین سے کافی ہے چاہے وہ بات چیت ہو یا پھر گانے
بلکہ خبر بھی ہو یہ سب کچھ اس وقت ہے جبکہ وہ کفر کی قباحتوں اور ھلاکتوں سے محفوظ ہو
۔

اور اگر وہ اسی طرح ہو یعنی اس میں کفر بھی ہو تو یہ پھر فساد کے ذخیرے اور کنوے کے
مشابہ ہوگا :

ا–اللہ سبحانہ وتعای کا فرمان ہے :

{اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئ کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہوجائیں یہاں تک کہ وہ کسی اور بات مین مشغول ہوجائیں اور اگر آپ کو شیطان بھلادے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیں} الانفال (68)
۔

امام شوکانی رحمہ اللہ تعالی عنہ کا کہنا ہے کہ :

اور معنی یہ ہے کہ جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں کہ وہ ہماری آیات کی تکذیب کر کے اس
میں عیب جوئ کر رہے ہوں اور آیات کا مذاق اڑا رہے ہوں اور ان کا رد کریں تو آپ انہیں
چھوڑ دیں اور ان کے ساتھ مت بیٹھیں تاکہ یہ منکر عظیم سن ہی نہ سکیں حتی کہ وہ کسی
اور بات میں مشغول ہوجائیں تو آپ ان کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں ۔

ب–اللہ سبحانہ وتعالی نے رحمن یعنی اپنے بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے کچھ اس
طرح فرمایا :

{اور جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی لغو چیز سے ان کا گزر ہوتا ہے تو وہ شرافت سے گزر جاتے ہیں} الفرقان (72) ۔

امام طبری رحمہ اللہ تعالی عنہ کا کہنا ہے :

امام طبری رحمہ اللہ تعالی نے اس آیت میں جھوٹی گواہی کے بارہ میں مفسرین کے
اقوال ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ : ان سب اقوال میں اولی اور اقرب الی الصواب یہ ہے

کہ وہ لوگ جو باطل چیز کے قریب بھی نہیں جاتے چاہے وہ شرک ہو یا گانا بجانا اور چاہے جھوٹ وغیرہ ہو اور ہر اس چیز سے بچتے ہیں جس پر زور اور جھوٹ کا لفظ بولا جائے اس لیے کہ اللہ تعالی اس آیت میں ان کی عمومی صفت یہ بتائی ہے کہ وہ جھوٹ کے قریب بھی نہیں جاتے ۔

پھر اسی طرح لغوی تفسیر میں بھی ایسا ہی معنی ذکر کیا ہے ۔

ج—اور فساد کا کنواں اور ذخیرہ بالکل اس مجلس کے مشابہ ہے جس میں اللہ تعالی کی حرمتوں کو پامال کیا جائے ۔

امام نسائی رحمہ اللہ تعالی نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جو شخص بھی اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جہاں پر شراب نوشی کی جارہی ہو) دیکھیں فتح الباری (250/9) ۔

اوپر بیان کی گئی نصوص و دلائل میں وجہ استشھاد یہ ہے کہ یہ وسائل اعلام اور خاص کرڈش اور ٹی وی وغیرہ کلمہ حق اور حق کے داعی لوگوں کو مذاق واستھزاء کا نشانہ بناتے ہیں اور ان کی عزت سے کھیلتے ہیں ، جبکہ حق بہت بڑے باطل کے ڈھیر میں بھی جمع ہوجاتا ہے ۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہیں جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے} .الانعام (70) ۔

2/ پھر یہ کہ اس میں اہل فضل اور علماء کی شرکت سے اس پر شرعی رنگ بھرا جائے گا جس سے ان کو چلانے والے اور مالی تعاون کرنے والے اور اسی طرح اس کا مشاھدہ کرنے والے اور سننے والے بھی دلیل پکڑیں گے اور لوگوں کے سادگی سے فائدہ اٹھا کر انہیں خلاف واقعہ بیان کریں گے ۔

دوسری : اس میں شرکت کرنا صحیح ہے :

اس قول کے قائلین بھی کچھ دلائل سے استدلال کرتے ہیں :

(1) ان کا کہنا کہ کسی چیز کا بالذات حرام (مثلا شراب اور موسیقی اور جھوٹی بات
) ہونے اور اس کی طرف وسیلہ کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے اس لیے کہ ضروری نہیں کہ
ہر حرام چیز کا وسیلہ بھی حرام ہو۔

قرافی نے الفروق میں فرق نمبر (58) میں تنبیہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ : بعض اوقات
حرام چیز کا وسیلہ کسی راجح مصلحت کے تقاضے کی بنا پر حرام نہیں ہوتا ۔

اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی بیان کرتے ہیں کہ :

(جو سد ذریعہ کے لیے حرام کیا گیا ہو کسی مصلحت راجحہ کی بنا پر مباح ہو جاتا ہے
جس طرح کہ ربا الفضل (سود) سے بیع العرایا مباح ہے ۔ ۔ اور جس طرح کہ کسی عورت کی
طرف شادی کرنے کے لیے یا پھر گواہی اور ڈاکٹر کے لیے دیکھنا جائز ہے) اعلام
الموقعین (137/2) ۔

تو یہاں وسائل اعلام اور ذرائع ابلاغ بھی اسی طرح ہیں بلکہ یہ تو اصلا مباح ہیں
اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر ان وسائل اعلام کے مالک اہل حق ہوں اور اسے حق کو نشر کرنے
اور پھیلانے کے لیے استعمال کریں تو اس کے جواز میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں ہوگا ۔

اور اس وقت یہ سب کچھ منبر اور ان مجالس اور کلمات کی طرح ہوں گے جو تبلیغ اور آپس
میں بات چیت کا ذریعہ بنتے ہیں ۔

اور اگر کوئی وسیلہ شبہات و شہوات کو پھیلانے کا باعث بنے تو اہل فضل کو اس سے نہیں
روکا جاسکتا کہ وہ ان کے خلاف کام کریں اور مکمل طور پر یا حسب امکان کچھ نہ کچھ
بیان کریں ۔

اور چلیں کہ کوئی ثقافتی مجلس عام لوگوں کو بلائے اور اس نے اپنے دووازے ہر ایک کی
شرکت کے لیے کھول رکھے ہوں اور پھر ان میں حصہ لینے والو کی اکثریت اہل باطل کی ہو تو کیا
اس وقت اہل فضل اور اہل علم اور دعوت دینے والوں کی مشارکت مطلوب نہیں ہوگی ؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ کیوں نہیں بلکہ ضرورت ہے ، تو ظاہر ہے کہ ان وسائل اور ان
مجالس کے درمیان کوئی بڑا فرق تو نہیں ہے ۔

اور ہوسکتا ہے کہ اس قیاس کا اصلی طور پر شاہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل جاہلیت
کے تہواروں میں شرکت کرنا اور ان کے بازاروں میں دعوت دینے کے لیے جانا ہوسکتا ہے ۔

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں دس برس تک رہے اور لوگوں کو عکاظ اور مجنہ کے بازاروں اور تہواروں میں ان کی جگھوں پر جاکر دعوت دیتے رہے اور یہ فرماتے رہے

(کون ہے جو میری تائید کرے ؟ کون ہے جو میرا تعاون کرے تاکہ میں اپنے رب کی رسالت کی تبلیغ کرسکوں ؟ اور اسے اس کے بدلے میں جنت ملے گی) مسند احمد (322/3)

-

اور ربیعہ دیلی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جاھلیت میں سوق ذی المجاز میں یہ فرماتے ہوئے سنا :

(اے لوگو! لاالہ الا اللہ پڑھ لو تم فلاح پاؤ گے اور کامیاب رہوں گے) اس کی سند حسن درجہ کی ہے ۔

اور یہ معروف ہے کہ عکاظ ، اور مجنۃ اور ذی المجاز دور جاھلیت میں بازار لگا کرتے تھے جس میں عرب لوگ شعر وشاعری اور ایک دوسرے پر فخر کیا کرتے اور بعض اوراوقات اس میں نفرتیں بھی پھیلتیں اور حسد بھی ہوتا تھا ۔

(2) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں یہ بھی معروف ہے کہ وہ مشرکوں یھودیوں اور عیسائیوں سے دعوت اسلام کی غرض سے میل جول رکھتے تھے ، اور بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مشرک یا پھر یھودی آکر بیٹھتے اور ان کے ساتھ بات چیت کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان پر قرآن مجید پڑھا کرتے تھے ۔

اس پر دلائل تو متواتر کے ساتھ پائے جاتے ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے :

اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گدھے پر سوار ہوکر سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالی عنہ کی بیمار پرسی کے لیے گیا جو کہ بیمار تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول بھی تھا

اور اس مجلس میں مسلمان بھی تھے اور یھودی اور مشرک بھی سب اکٹھے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا اور کھڑے ہوگئے اور اپنی سواری سے اتر پڑے اور انہیں اللہ

تعالی کی دعوت دی اوران پرقرآن مجید کی تلاوت فرمائی (یہ بہت لمبا قصہ ہے) امام بخاری نے اسے اپنی صحیح بخاری میں سورۃ آل عمران کی تفسیر باب نمبر 14 میں نقل کیا ہے ۔

اورجب مشرکوں کے ساتھ باوجوداس کے کہ بعض اوقات حق کو کھیل تماشہ بنانے اوراسے رد کرنے والا بھی پایا جائے میل جول رکھنا جائز ہے توان وسائل اعلام اور ذرائع ابلاغ کو حق بیان کرتے اوراسے پھیلانے کا منبر بنانا کافر سے میل جول اور مناقشہ کرنے میں سے کوئی مختلف تونہیں حالانکہ ہر ایک میں مخالف موجود ہے اور رائے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے ۔

(3) عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ کی ہر حالت یعنی تنگی اورخوشی کی حالت میں سمع واطاعت کرنے اورامارت کے معاملہ کوان کے اہل سے نہ چھیننے پر اور ہم جہاں بھی ہوں حق ہی کہیں گے اورکسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے پر بیعت کی ۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم ۔

توحدیث میں حیثما کا لفظ ظرف مکان ہے جس کا معنی ہوہے کہ ہم جہاں بھی ہوں ، اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اینما کنا ، اوران دونوں کا معنی ایک ہی ہے ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیث میں جویہ کہا گیا ہے کہ :
ہم جہاں بھی ہوں حق کی بات کریں گے اورکسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کھائیں گے ۔

اس کا معنی یہ ہے کہ ہم ہر زمانے میں اورجگہ پر نیکی کا حکم دیں گے اوربرائی سے منع کریں گے چھوٹے ہوں یا بڑے ہم اس کام میں سستی اورکاہلی کا مظاہرہ نہیں کریں گے اورنہ ہی اس سے خوف محسوس کریں گے ۔ شرح النووی (230/12) ۔

توجب مسلمان سے مطلوب ہی یہ ہے کہ وہ جہاں بھی ہووہ کلمہ حق بلند کرے اوروسائل اعلام جہاں تک بھی چلے جائیں وہ بھی توظرف مکان میں ہی شامل ہوتے ہیں ۔

(4) اورجب ہم مصالح اورمفاسد کے قاعدہ پر بھی اسے پیش کریں توان وسائل میں حصہ لینا اورشرکت کرنے کی مصلحتیں ان کے مفاسد پرواضح درجہ سے فوقیت رکھتی ہیں ، جس کی کئی وجوہات ہیں :

ا–اس لیے کہ ان وسائل اعلام سے مستفید ہونے والوں کا کوئی شمار ہی نہیں چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم ، وہ عورتیں ہوں یا مرد اوران کا تعلق مختلف ثقافتی درجات سے ہواور ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کچھ حق کی بات سنیں اور اسے تسلیم کرلیں اوراس سے متاثرہواس لیے یہ دعوت و تبلیغ کے لیے ایک سنہری فرصت ہے ۔

ب–اورپھر یہ سب لوگ برے نہیں یا پھر حق سننے سے بے رغبتی کرنے والے نہیں ، بلکہ اس لیے کہ یہ وسائل اعلام آج اکثر گھروں میں داخل ہوچکے ہیں اور لوگوں پر اپنی دھاک بٹھا چکے ہیں اوراکثر لوگوں نے ان میں ترویج اوردعوت کے مکمل اسباب پائے تو اس کے ساتھ ہی منظم ہوگئے ، اوراگراصلاح کے قوی وسائل بھی پائے جائیں تووہ بھی ایسا ہی کام کریں ۔

ج–اوراگر بعض مسلمان ممالک میں اصلاحی وسائل پائے بھی جاتے ہیں توان میں مکمل اورہر قسم کی جاذبیت اورتاثیر نہیں پائی جاتی ، اسی لیے ان کواستعمال کرنے والوں کی تعداد محدود ہی رہتی ہے ۔

لیکن اکثریت توان چینلوں کے ساتھ مربوط ہے حتی کہ ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں میں سے توبعض ان اصلاحی وسائل سے وحشت کھاتے ہوں کیونکہ وہ توصرف متدین دینی طبقے سے مخاطب ہوتے ہیں اوروہ اپنے آپ کوان دینی لوگوں میں شمار نہیں کرتے ۔

اورظاہر ہے کہ دعوت وتبلیغ کی مسئولیت تواہل علم وفکر سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ لوگوں کی ان سب اقسام کونقصان وتاوان سے نکالنے کے لیے ہر ممکن اورپائے جانے والے طریقے سے دعوت وتبلیغ کریں ۔

موازنہ :

اوپر بیان کی گئیں سطور سے آپس میں ایک دوسرے کے قریب دووجہیں ظاہر ہوتی ہیں :

اوراگرچہ دوسری وجہ اوپر مذکورہ اعتبارات کی روشنی میں راجح معلوم ہوتی ہے جس کا رد کرنا مشکل ہے یا پھر اس کی شان میں کمی کرنا بھی مشکل نظر آتا ہے ۔

اورجو ممانعت کے دلائل ہیں وہ محل نظر میں ہیں ۔

=اللہ تعالی کا یہ فرمان :

.{اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہوجائیں یہاں تک کہ وہ کسی اور بات مین مشغول ہوجائیں}. الانفال (68)

-

اس کے بارہ میں یہ کہنا ممکن ہے کہ دعوت دینے والے داعی کے لیے ممکن ہے کہ وہ مظورات مثلا کھیل تماشہ یا موسیقی یا غیر مشروع تجارتی اعلانات کے بغیر اپنا دعوتی کام کرے ۔

تو اگر یہ کام ہوجائے تو پھر کوئی کھیل تماشہ اور مذاق نہیں ہوگا اور نہ ہی اس وقت کوئی ممانعت ہے ۔

اور اس حدیث کا بھی یہ ہی جواب دیا جاسکتا ہے :

(جو بھی اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جہاں شراب نوشی کا دور چل رہا ہو) ۔

اور اللہ تعالی کے اس فرمان کے بارہ میں :

.{اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے}. ۔

تو یہ وسائل بالذات زور یعنی جھوٹ میں شامل نہیں اس لیے کہ وسائل خیر بھی ہیں اور شر بھی ، اور یہ ممکن ہے کہ ان میں کچھ وقت اصلاح کے لیے مخصوص کر لیا جائے جس میں کوئی کسی قسم کا زور اور جھوٹ شامل نہ ہو ۔

= اور اس قول میں کچھ غور کیا جسکتا ہے کہ ان میں اہل علم وفضل کی شرکت سے ان چینلوں کے شرعی ہونے کا شائبہ ہوتا ہے ۔

اور ہوسکتا ہے یہ اشخاص وحالات کے اعتبار سے مختلف بھی ہو ۔

اور جب ہم دوسرے قول کو مذکورہ اعتبارات کی بنا پر راجح قرار دیتے ہیں تو اس میں کچھ شروط قیود کا ہونا بھی ضروری ہے ۔

میری نظر میں وہ اہم شروط اور قیود یہ ہیں :

(1) یہ کہ زمانہ اور مکان اور حالات یہ سب دعوت حق کے مناسب ہوں ، وہ اس طرح کہ ان سب میں کوئی بھی شرعی ممانعت نہ پائی جائے مثلا گانے بجانے کے آلات وموسیقی اور بے

پردعورتیں، اوربے حیاقسم کے تجارتی اعلانات، اورباطل دین کی ترویج وغیرہ۔

(2) یہ کہ داعی یاعلم دین کے ظن میں مشارکت کارجحان ہوناچاہیے، اوروہ قرائن اوراندرونی حالات کے مطابق ہو، مثلاوہ اس چینل کے چلانے والوں سے فضیلت واچھائ کے نشرکی رغبت رکھے، یاپھردیکھے کہ وہ اپنے پروگرام کوچلانے پرمطمئن نہیں بلکہ وہ کوشش کررہے ہیں کہ اس میں جدت پیداکی جائے، یاوہ اس کی مشارکت کی وجہ سے ناظرین کے ہاں گرے ہوئ حالت کواچھاکرناخیال کرتاہو۔ اوراسی طرح۔

(3) یہ اس میں شرکت کرنے والااہلیت اورقدرت کامالک ہوچاہے وہ اہلیت علمی ہویاپھرشخصی۔

لیکن علمی اورشخصی اعتبارسے کمزورکویہ لائق نہیں دیتاکہ وہ اس میں شریک ہواورخاص کرجب ایسے پروگرام میں شرکت جوکہ کسی اسلام مخالف کے ساتھ بات چیت پرمشتمل ہو، اس لیے اس کی کمزوری کی بناپروہ حق بھی کمزورہوگاجس کی دعوت دے رہاہے، تواس طرح اس کی نسبت اسلام کی طرف کردی جائے گی۔

تواس بناپرشرکت والامعاملہ مطلقا جائزنہیں اوراسی طرح مطلقا ممنوع بھی نہیں ہے
۔

لیکن میں ہرغیورمسلمان کومتوجہ کرتاہوں کہ بھلائ کے کام کرنے میں رکاوٹوں کوبڑھا چڑھاکرمبالغہ سے بیان نہ کریں، میں آپ کے سامنے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کی کلام ذکرکرتاہوں جوانہوں نے اپنی کتاب "الحسبۃ" میں بھلائ کے کام کرنے میں لوگوں کی اقسام بیان کرتے ہوئے کہی ہے :

(اورکچھ لوگ توامربالمعروف اورنہی عن المنکراورجہادفی سبیل اللہ جس سے اللہ تعالی کادین قائم اوراللہ تعالی کاکلمہ بلندہوتاسے پہلوتہی کرتے ہوئے پیچھے ہٹے ہوئے ہیں، تاکہ وہ فتنہ میں نہ پڑیں حالانکہ وہ فتنہ میں گرچکے ہیں۔۔۔۔

اوربہت سے بدعتیوں کی حالت یہی ہے کہ وہ اپنے اوپرواجب کردہ امربالمعروف اورنہی عن المنکراورجہادفی سبیل اللہ جس سے سب کاسب دین اللہ تعالی کاہواوراللہ تعالی کاکلمہ بلندہوتاہے کوترک کرتے ہیں۔

تاکہ وہ جنس شہوات کے فتنہ میں نہ پڑجائيں، حالانکہ وہ اس فتنہ میں پڑچکے ہیں جواس سے بھی بڑااورعظیم ہے جس سے وہ اپنے گمان میں بھاگ رہے ہیں، ان پرتوواجب یہ

ہے کہ وہ اپنے اوپر واجب کردہ امور کو بجالائیں اور جن سے انہیں روکا گیا ہے اس سے رک جائیں، اور یہ دونوں چیز ایک دوسرے سے لازم ہیں) ۔

میرا علم میں تو اتنا ہی ہے اور ہر علم والے کے اوپر بھی علم رکھنے والا اللہ تعالی ہے، اور اگر اس میں کچھ خطا اور غلطی و کمی ہو تو میری قراء کرام سے گزارش ہے کہ وہ اس غلطی کی تصحیح کردیں اور اس کمی کو دور کردیں۔

اور اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے۔

واللہ اعلم.